قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 27 مارچ 2021ء | 13 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 75

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اکۡتُبۡ لَنَا فِیۡ ہٰذِہِ الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ اِنَّا ہُدۡنَاۤ اِلَیۡکَ ؕ قَالَ عَذَابِیۡۤ اُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ اَشَآءُ ۚ وَ رَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ ؕ فَسَاَکۡتُبُہَا لِلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ بِاٰیٰتِنَا یُؤۡمِنُوۡنَ

(الاعراف: 157)

ترجمہ: اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھی حسنہ لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ یقیناً ہم تیری طرف توبہ کرتے ہوئے آ گئے ہیں۔ اس نے کہا میرا عذاب وہ ہے کہ جس پر میں چاہوں اس پر میں وارد کر دیتا ہوں اور میری رحمت وہ ہے کہ ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس میں اس رحمت کو ان لوگوں کے لئے واجب کر دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر عجیب احسان ہیں جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ رحمت کا مطلب ہے نرم ہونا، مہربان ہونا، رحم کا ابھرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا بندوں سے نرمی اور صَرفِ نظر کا سلوک ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر مہربانی کا سلوک ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا رحم کا جذبہ اور یہ سلوک اتنا بڑھا ہوا ہے کہ جو ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس کی رحمت میں رحمانیت اور رحیمیت شامل ہیں۔ یہ اس کی رحمانیت ہے کہ بن مانگے بھی بیشمار چیزیں دنیا میں انسان کے لئے پیدا کی ہیں۔ اور رحیمیت کا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والوں اس کے احکام پر عمل کرنے والوں اس کے آگے جھک کر مانگنے والوں پر اظہار کرتا ہے۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندوں کو عذاب دینا میری غرض نہیں ہے۔ بعضوں کو بڑی غلط فہمی ہوتی ہے کہ انسان کو اگر عذاب دینا بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

- ناموسِ رسالت (منظوم)
- پہلے تولو پھر بولو
- عائلی زندگی کے بارہ میں اسلامی تعلیمات
- عظیم دیوار چین (The great wall of China)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتے یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں متورم ہو کر سوج جاتے۔ ایک دفعہ میں نے آپؐ سے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! آپ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اگلے پچھلے سب قصور معاف فرما دیے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر کیا میں اپنے ربّ کے فضل و احسان پر اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الفتح)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

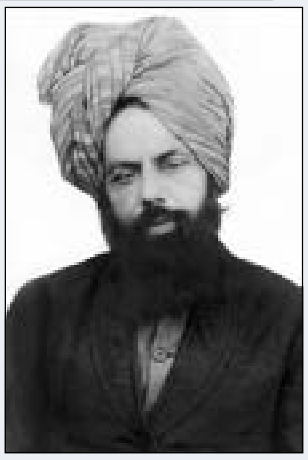

جماعت کے لیے بہت ضروری نصیحت

آج کل زمانہ بہت خراب ہو رہا ہے۔ قسم قسم کا شرک، بدعت اور کئی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ بیعت کے وقت جو اقرار کیا جاتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یہ اقرار خدا کے سامنے اقرار ہے۔ اب چاہیے کہ اس پر موت تک خوب قائم رہے ورنہ سمجھو کہ بیعت نہیں کی اور اگر قائم ہو گے تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں برکت دے گا۔ اپنے اللہ کے منشاء کے مطابق پورا تقویٰ اختیار کرو۔ زمانہ نازک ہے۔ قہر الٰہی نمودار ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق اپنے آپ کو بنا لے گا۔ وہ اپنی جان اور اپنی آل و اولاد پر رحم کرے گا۔

دیکھو انسان روٹی کھاتا ہے۔ جب تک سیری کے موافق پوری مقدار نہ کھالے تو اس کی بھوک نہیں جاتی۔ اگر وہ ایک بھورہ روٹی کا کھالیوے تو کیا وہ بھوک سے نجات پائے گا؟ ہرگز نہیں۔ اور اگر وہ ایک قطرہ پانی کا اپنے حلق میں ڈالے تو وہ قطرہ اسے ہرگز نہ بچا سکے گا بلکہ باوجود اس قطرہ کے وہ مرے گا۔ حفظِ جان کے واسطے وہ قدرِ محتاط جس سے زندہ رہ سکتا ہے جب تک نہ کھالے اور نہ پیوے نہیں بچ سکتا۔ یہی حال انسان کی دینداری کا ہے۔ جب تک اس کی دینداری اس حد تک نہ ہو کہ سیری ہو بچ نہیں سکتا۔ دینداری، تقویٰ، خدا کے احکام کی اطاعت کو اس حد تک کرنا چاہیے جیسے روٹی اور پانی کو اس حد تک کھاتے اور پیتے ہیں جس سے بھوک اور پیاس چلی جاتی ہے۔

خوب یاد رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی بعض باتوں کو نہ ماننا اس کی سب باتوں کو ہی چھوڑنا ہوتا ہے۔ اگر ایک حصہ شیطان کا ہے اور ایک اللہ کا تو اللہ تعالیٰ حصہ داری کو پسند نہیں کرتا۔ یہ سلسلہ اس کا اسی لیے ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف آوے۔ اگرچہ خدا کی طرف آنا بہت مشکل ہوتا ہے اور ایک قسم کی موت ہے مگر آخر زندگی بھی اسی میں ہے۔ جو اپنے اندر سے شیطانی حصہ نکال کر پھینک دیتا ہے۔ وہ مبارک انسان ہوتا ہے اور اس کے گھر اور نفس اور شہر سب جگہ اس کی برکت پہنچتی ہے۔ لیکن اگر اس کے حصہ میں ہی تھوڑا آیا ہے تو وہ برکت نہ ہو گی جب تک بیعت کا اقرار عملی طور پر نہ ہو۔ بیعت کچھ چیز نہیں ہے۔ جس طرح سے ایک انسان کے آگے تم بہت سی باتیں زبان سے کرو مگر عملی طور پر کچھ بھی نہ کرو تو وہ خوش نہ ہو گا۔ اسی طرح خدا کا معاملہ ہے وہ سب غیرت مندوں سے زیادہ غیرت مند ہے کیا ہو سکتا ہے کہ ایک تو تم اس کی اطاعت کرو پھر ادھر اس کے دشمنوں کی بھی اطاعت کرو اس کا نام تو نفاق ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اس مرحلہ میں زید و بکر کی پروا نہ کرے۔ مرتے دم تک اس پر قائم رہو۔

بدی کی دو (2) قسمیں

بدی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خدا کے ساتھ شریک کرنا۔ اس کی عظمت کو نہ جاننا۔ اُس کی عبادت اور اطاعت میں کسل کرنا۔ دوسری یہ کہ اس کے بندوں پر شفقت نہ کرنا۔ ان کے حقوق ادا نہ کرنا۔ اب چاہیے کہ دونوں قسم کی خرابی نہ کرو۔ خدا کی اطاعت پر قائم رہو۔ جو عہد تم نے بیعت میں کیا ہے اس پر قائم رہو۔ خدا کے بندوں کو تکلیف نہ دو۔ قرآن کو بہت غور سے پڑھو۔ اس پر عمل کرو۔ ہر ایک قسم کے ٹھٹھے اور بیہودہ باتوں اور مشرکانہ مجلسوں سے بچو۔ پانچوں وقت نماز کو قائم رکھو۔ غرض کہ کوئی ایسا حکمِ الٰہی نہ ہو جسے تم ٹال دو۔ بدن کو بھی صاف رکھو اور دل کو ہر ایک قسم کے بیجا کینے، بغض و حسد سے پاک کرو۔ یہ باتیں ہیں جو خدا تم سے چاہتا ہے۔

(ملفوظات جلد نمبر 5 صفحہ 75-76۔ ایڈیشن 1984ء)

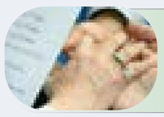

دربارِ خلافت

نبی اور ماننے والوں کو صبر کرنے اور بغیر جھگڑے کے ان کی بیہودہ گوئیوں کو سن کر علیحدہ ہو جانے کا ارشاد فرمایا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور قرآنِ کریم پر اعتراض کرنے والوں کے جواب میں قرآنِ کریم میں جو فرمایا ہے وہ یہی ہے کہ خود ہی اللہ تعالیٰ بدلے لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ایک جگہ دشمنوں کو جو جواب دیا وہ یہ ہے کہ سورۃ الحاقۃ میں فرمایا اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ۔ وَّمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ۔ قَلِيۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ۔ وَلَا بِقَوۡلِ كَاهِنٍ۔ قَلِيۡلًا مَّا تَذَكَّرُوۡنَ۔ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (الحاقۃ: 41 تا 44) یقیناً یہ عزت والے رسول کا قول ہے اور یہ کسی شاعر کی بات نہیں ہے۔ بہت کم ہیں جو تم ایمان لاتے ہو۔ اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے۔ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔ ایک تنزیل ہے تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان سب استہزاء کرنے والوں اور آپؐ کے مختلف نام رکھنے والوں اور نعوذ باللہ جھوٹا اور کذّاب کہنے والوں کو یہ جواب دیا۔ پس یہ ہے جواب آپؐ پر الزام لگانے والوں اور استہزاء کرنے والوں کے لئے لیکن اس بات کے باوجود کہ خدا تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو صبر اور دعا کی تلقین فرمائی ہے، خدا تعالیٰ نے خود دشمن کو چھوڑا نہیں ہے۔صرف یہ جواب نہیں دے دیا کہ نہ وہ کاہن ہے، نہ وہ جھوٹا ہے اور نہ جو تم الزامات لگا رہے ہو وہ تمہارے صحیح الزامات ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا کہ اِنَّا كَفَيۡنٰكَ الۡمُسۡتَهۡزِءِيۡنَ (الحجر: 96) تو اس نے پھر دشمنانِ اسلام سے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد بدلے بھی لئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَمَّا الَّذِيۡنَ فَسَقُوۡا فَمَاۡوٰٮهُمُ النَّارُ۔ كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَاۤ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا وَقِيۡلَ لَهُمۡ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ النَّارِ الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ تُكَذِّبُوۡنَ۔ وَلَنُذِيۡقَنَّهُمۡ مِّنَ الۡعَذَابِ الۡاَدۡنٰى دُوۡنَ الۡعَذَابِ الۡاَكۡبَرِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ۔ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعۡرَضَ عَنۡهَا۔ اِنَّا مِنَ الۡمُجۡرِمِيۡنَ مُنۡتَقِمُوۡنَ (السجدہ: 21 تا 23) اور جہاں تک اُن لوگوں کا تعلق ہے جنہوں نے نافرمانی کی تو ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔ جب کبھی وہ ارادہ کریں گے کہ وہ اس سے نکل جائیں تو اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور ہم یقیناً انہیں بڑے عذاب سے ورے چھوٹے عذاب میں سے کچھ چکھائیں گے۔ (بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب میں سے کچھ چکھائیں گے) تا کہ ہو سکے تو وہ ہدایت کی طرف لوٹ آئیں۔ اور کون اس سے زیادہ ظالم ہوسکتا ہے جو اپنے ربّ کی آیات کے ذریعے اچھی طرح نصیحت کیا جائے، پھر بھی ان سے منہ موڑ لے۔ یقینا ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جو اپنے پیارے پر ہر وقت نظر رکھنے والا ہے، اگر دشمن دشمنی سے باز نہ آئے تو اسے بغیر انتقام کے نہیں چھوڑتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تنبیہوں سے نہ ڈریں، اگر اس دنیا میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی اصلاح کے لئے جو اپنے بعض جلوے دکھاتا ہے اُن سے نصیحت حاصل نہ کریں تو پھر اللہ تعالیٰ بغیر انتقام کے نہیں چھوڑتا۔ پھر ضرور سزا دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اختیار میرے پاس ہی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَاهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِيۡلًا۔ وَذَرۡنِىۡ وَالۡمُكَذِّبِيۡنَ اُولِى النَّعۡمَةِ وَمَهِّلۡهُمۡ قَلِيۡلًا۔ اِنَّ لَدَيۡنَاۤ اَنۡكَالًا وَّجَحِيۡمًا۔ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيۡمًا (المزمل: 11 تا 14) اور صبر کر اس پر جو وہ کہتے ہیں اور ان سے اچھے رنگ میں جدا ہو جا، اور مجھے اور ناز و نعم میں پلنے والے مکذبین کو الگ چھوڑ دے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے۔ یقینا ہمارے پاس عبرت کے کئی سامان ہیں اور جہنم بھی ہے۔ اور گلے میں پھنس جانے والا ایک کھانا ہے اور دردناک عذاب بھی۔

پس جہاں آپ کو صبر کی تلقین فرمائی وہاں دنیاداروں کے متعلق فرمایا کہ دنیا کی نعمتوں اور آسائشوں نے ان لوگوں کو کافر بنا دیا ہے، اس کفر کی انہیں سزا ملے گی کیونکہ یہ حد میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اور سزا بھی ایسی ہو گی جو دوسروں کے لئے عبرت کا نشان ہو گی۔ پس یہ عبرت کا نشان بنانے کا معاملہ بھی خدا تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے۔ اور نبی اور ماننے والوں کو صبر کرنے اور بغیر جھگڑے کے ان کی بیہودہ گوئیوں کو سن کر علیحدہ ہو جانے کا ارشاد فرمایا۔

پھر خدا تعالیٰ خود آپ سزا دینے کا ذکر سورۃ العلق میں اس طرح فرماتا ہے کہ اَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ يَنۡهٰى۔ عَبۡدًا اِذَا صَلّٰى۔ اَرَءَيۡتَ اِنۡ كَانَ عَلَى الۡهُدٰٓى۔ اَوۡ اَمَرَ بِالتَّقۡوٰى۔ اَرَءَيۡتَ اِنۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى۔ اَلَمۡ يَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى۔ كَلَّا لَٮِٕنۡ لَّمۡ يَنۡتَهِ لَنَسۡفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ۔ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ۔ فَلۡيَدۡعُ نَادِيَهٗ۔ سَنَدۡعُ الزَّبَانِيَةَ (العلق: 10 تا 19) کیا تو نے اس شخص پر غور کیا جو روکتا ہے ایک عظیم بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا تُو نے غور کیا کہ اگر وہ ہدایت پر ہوتا یا تقویٰ کی تلقین کرتا۔ کیا تُو نے غور کیا کہ اگر اس نے پھر جھٹلا دیا اور پیٹھ پھیر لی۔ پھر کیا وہ نہیں جانتا کہ یقیناً اللہ دیکھ رہا ہے۔ خبردار! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم یقیناً اسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر کھینچیں گے، جھوٹی خطا کار پیشانی کے بالوں سے۔ پس چاہئے کہ وہ اپنی مجلس والوں کو بُلا دیکھے۔ ہم ضرور دوزخ کے فرشتے بلائیں گے۔

(خطبہ جمعہ 28/ جنوری 2011ء)

ناموسِ رسالت

تحفظ خود خدا کرتا ہے ناموسِ رسالت کا
خدا نے کب تمہیں سونپا تھا کام اس کی حفاظت کا

کہیں ذرے بھی پہرہ دیتے ہیں مہرِ منور کا
وہ خود لیتا ہے بدلہ پاک بندوں کی اہانت کا

اگر دل چیر کے دیکھا ہے پھر کچھ فیصلہ کرنا
وگرنہ حق نہیں میرے عقائد کی وضاحت کا

یہ سارا ظلم کرتے ہو بظاہر نام پر اس کے
جو دم بھرتا ہے سب سے ہی محبت اور مروت کا

مقام بندگی پر ہی رہے انساں تو بہتر ہے
نہ ہو دعویٰ خدا کے فعل میں اس کی شراکت کا

گنہ ہے ظلم کرنا 'خوں بہانا' دل دکھا دینا
نہیں ہے ظالمو اندازہ تم کو رب کی طاقت کا

وہ ہوتا ہے معین اپنے پیارے کے معاون کا
اہانت کرتا ہے ان کی جو سوچیں بھی اہانت کا

تعصب اور نفرت سے جسے تم نے نہیں مانا
ہؤا ہے چار سو شہرہ اسی کی اب صداقت کا

(امۃ الباری ناصر)

اداریہ

پہلے تولو پھر بولو

معروف صوفی شاعر مولانا جلال الدین رومی المعروف مولانا روم فرمایا کرتے تھے کہ ہر آدمی کو کچھ کہنے سے قبل اپنے مافی الضمیر کو تین دروازوں سے گزارنا چاہیئے۔ پہلا دروازہ سچ کا دروازہ ہے جو بولنے لگے ہو وہ سچ بھی ہے یا نہیں۔ دوسرا دروازہ اہمیّت کا دروازہ ہے۔ یعنی جو کہنے جا رہے ہو وہ اہم بات ہے۔ کہیں اول فول تو نہیں۔ تیسرا دروازہ اور آخری دروازہ مہربانی کا دروازہ ہے۔ جو کلام آپ سے متوقع ہے وہ نرم الفاظ پر مشتمل ہے اور لہجہ بھی نرم ہے یا نہیں۔

گویا کہ زبان پر الفاظ آنے سے قبل انسان کے دماغ اور دل کا بھی عمل دخل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زبان انسان کو پیدائش کے ساتھ ہی عطا کر دیتا ہے۔ لیکن بچہ جب توتلی زبان میں بولنے کے قابل ہوتا ہے تو اس کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ دودھیا دانت (Milk teeth) عطا کرتا ہے اور بچہ پھر جب سچ اور جھوٹ، نیکی اور بدی، اور اچھائی و برائی میں ذرا تمیز کرنے لگتا ہے تو اس کے اصل دانت آنے لگتے ہیں جو زبان کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ الفاظ چابیوں کی مانند ہوتے ہیں۔ ان کا صحیح چناؤ کئی دلوں کو کھول دیتا ہے۔ اور کئی زبانوں کو بند کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ والدین اور عزیز و اقارب سے حسنِ سلوک کے تعلق میں فرماتا ہے:

وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا (البقرہ: 84) کہ لوگوں سے عمدہ اور اچھی بات کہو۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے: البلاءُ مُوَکَّلٌ بالمَنۡطِقِ۔ کہ بلا اور مصیبت بغیر سوچے سمجھے کہی بات پر موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا کہ۔ قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّ مَغۡفِرَۃٌ خَیۡرٌ مِّنۡ صَدَقَۃٍ یَّتۡبَعُھَاۤ اَذًی (البقرہ: 264) اچھی بات کہنا اور قصور معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے ایسے صدقہ سے کہ کوئی ایذا رسانی اُس کے پیچھے آ رہی ہو۔ اس آیت میں کمال حکمت سے جہاں اچھی بات کو صدقہ قرار دیا وہاں بُری بات کو ایذا رسانی قرار دیا جو صدقہ کے ثواب کو ختم کر دیتی ہے۔ اسی لئے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے: اَلۡکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ صَدَقَۃٌ (بخاری) کہ اچھی بات (اچھے الفاظ) صدقہ ہیں۔ آنحضور ﷺ نے تو حکمت کی بات کو مومن کی گمشدہ شئے قرار دیا ہے اسے وہ جہاں بھی ملے، لے لیا جائے۔

مختلف کتب میں کسی کی شخصیّت کو جانچنے کے مختلف طریق درج ہیں جیسے کسی نے کہا کہ اگر کسی انسان کا بڑا پن دیکھنا ہو تو ڈائننگ ٹیبل پر اسے پرکھو۔ اسی طرح لکھا ہے کہ انسان کی شخصیّت اس کے بول سے جانی پہچانی جاتی ہے۔ اس لئے انسان کو کچھ بولنے سے قبل سوچنا چاہئے۔ اسی لئے کہتے ہیں پہلے سوچو پھر بولو۔ بلکہ صُوفیا کے متعلق لکھا ہے کہ ان کی تین خوبیاں نمایاں ہوتی ہیں۔ وہ کم کھاتے ہیں، وہ کم سوتے ہیں، اور وہ کم بولتے ہیں۔

انٹرنیشنل نصاب وقفِ نو پارٹ ٹو کے صفحہ 114 پر قرآن کریم کی آیت وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا (البقرہ: 84) کے تحت بعض بولنے کے آداب درج ہیں۔ جو چھوٹوں اور بڑوں کے لئے یکساں طور پر سانجھے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

دورانِ گفتگو انسان سچ پر قائم ہو اور Straightforward ہو۔

گفتگو کو بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرے۔

غیر معیاری گفتگو سے بچے۔

گفتگو سچائی پر مبنی ہو۔ حدیث میں ہے نیکی صدقہ ہے۔ جو آگ سے انسان کو محفوظ رکھتی ہے۔

چغلی اور غیبت سے بچے۔

کسی کو دِل دکھانے والی بات نہ کہے۔

بات کرتے وقت غصّہ میں نہ ہو۔

سنی سنائی بات (hearsay) کو آگے بیان نہ کرے۔

بولنے سے پہلے سوچے۔

صاف ستھری اور نیکی کی بات جنت کا وارث بنا دیتی ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ہر کلام اور بات کو اسلامی اصولوں کے مطابق کرنے اور بنانے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

ہے، سزا دینی ہے تو پیدا کیوں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری غرض یہ نہیں ہے۔ ہاں وہ لوگ میرے عذاب اور سزا کے مورد بنتے ہیں جو اپنے غلط عملوں کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔ لیکن میرا یہ عذاب بھی عارضی چیز ہے اور اصلاح اور احساس کے لئے ہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت آئے گا کہ دوزخ والے بھی میری وسیع رحمت سے حصہ لیں گے اور ان کا عذاب بھی ختم ہو جائے گا۔ دوزخ کی سزا بھی ان کے غلط عملوں کی وجہ سے ملے گی اور پھر وہ ایک اصلاح کا ذریعہ بن جائے گی۔ تو اگر دیکھا جائے تو یہ سزا بھی اصلاح ہے۔ یہ سزا کا دور جو ہے یہ بھی ایک لحاظ سے رحمت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جزا سزا کے دن کا مالک بھی ہے۔ اس لئے وہ بظاہر ہمیں گنہگار نظر آنے والے لوگوں کو اپنی رحمت اور بخشش کی چادر میں لپیٹ کر بغیر سزا کے جانے دے سکتا ہے۔ لیکن اس نے ہمیں نیکیوں کے راستوں پر چلنے کی ترغیب دلاتے ہوئے یہ ضرور فرما دیا کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اور ان پر میں ضرور اپنی رحمت کروں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں جو زکوۃ دیتے ہیں اور ان لوگوں پر جو میرے نشانوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بطورِ حق کے ان لوگوں کو جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں، جو زکوۃ دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر ان کا حق ادا کرتے ہوئے اور یقین کے ساتھ عمل کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کی آیات پر مکمل ایمان رکھنے والے ہیں، ضرور اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹوں گا۔

پھر ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (الاعراف: 57) کہ اللہ کی رحمت یقیناً محسنوں کے قریب ہے۔ محسن وہ ہیں جو تمام شرائط کے ساتھ اپنے کام کو پورا کرتے ہیں۔ پس جو تقویٰ کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بجا لانے والا ہے، اللہ تعالیٰ کے نشانات پر مکمل ایمان رکھنے والا ہے، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والا ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی رحمت پہنچے گی۔ پس ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے، تقویٰ پر چلنے اور ایمان میں کامل ہونے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے تبھی وہ مومن کہلا سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس اعلان سے فیض پانے کی کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے احکامات پر ان کا حق ادا کرتے ہوئے عمل کرنے والوں کے قریب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تو اپنے پر فرض کر لیا ہے، ان کے لئے لکھ دیا ہے کہ اگر تم یہ کرو گے تو میری رحمت کی وسعت تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ کتنا رحیم و کریم ہے ہمارا خدا۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ بندہ کس طرح اپنے مالک پر کوئی حق جتا سکتا ہے۔ لیکن وہ زمین و آسمان کا مالک کہتا ہے کہ اگر تم تقویٰ پر چلو گے، میرے احکامات پر عمل کرتے ہوئے میرے نشانوں پر ایمان لاؤ گے تو میری رحمت کے یقیناً حقدار بن جاؤ گے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے پہلی چیز تقویٰ بیان فرمائی ہے اور اصل میں اگر تقویٰ کا صحیح اِدراک ہو جائے تو باقی نیکیاں اور ایمان میں کامل ہونا اس کے اندر ہی آ جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 8/ جون 2018ء)

مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔ امام مسجد فضل لندن

عائلی زندگی کے بارہ میں اسلامی تعلیمات

(قسط اول)

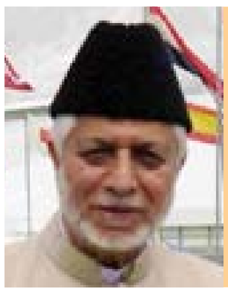

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (الفرقان 75)

ابتدائیہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کی پیدا کردہ یہ حسین وجمیل دنیا آج بے شمار مصائب اور مسائل میں گھِر چکی ہے۔خود اپنی شامتِ اعمال کے نتیجہ میں انسانیت مختلف نوعیت کی مشکلات سے دوچار ہے۔ خدا کی ہستی کا انکار، لادینیت، سیاسی، معاشی، ملکی اور عالمگیر مسائل کی ایک لمبی فہرست ہے۔ اس تناظر میں ایک بہت بڑا عالمگیر مسئلہ گھروں کے سکون اور عائلی زندگی میں خوشی کا فقدان ہے۔

عائلی زندگی کے حوالہ سے مذہب اسلام اِس بات کا علَمبردار ہے کہ اس کی تعلیمات میں ازدواجی زندگی کو کامیاب اور خوشگوار بنانے کے سلسلہ میں کامل راہنمائی موجود ہے۔ یہی بات میری آج کی تقریر کا موضوع ہے کہ عائلی زندگی کے بارہ میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں اسلامی تعلیمات کے چند پہلو اختصار سے پیش کروں گا لیکن یہ بات یاد رہے کہ صرف تعلیمات کا علم کافی نہیں بلکہ ان کے مطابق عمل کرنے سے ہی عائلی زندگی کامیاب اور راحت بخش ہوسکتی ہے۔

کامیاب عائلی زندگی کا نسخۂ کیمیا۔تقویٰ:

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک نہایت خوبصورت مصرعہ لکھا کہ :۔ ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے،

دوسرا مصرعہ ابھی آپ سوچ ہی رہے تھے کہ الہاماً اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادیا:۔ ر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے۔

غور کیا جائے تو اس خوبصورت شعر میں انسان کی ساری زندگی اس کے دین، ایمان، فلاح اور کامیابی کا راز بیان کر دیا گیا ہے۔ایک مسلمان کی ازدواجی زندگی کا نقطۂ آغاز تقریب نکاح ہے۔ اس موقعہ پر رسول پاک ﷺ نے تلاوت کے لئے قرآن مجید کے تین مقامات سے چار آیات کریمہ کا انتخاب فرمایا۔ ان میں پانچ مرتبہ تقویٰ کی تاکید کی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے:

’’اللہ تعالیٰ نے پانچ جگہ نکاح کے موقع پر تقویٰ کا لفظ استعمال کر کے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ تمہارا ہر فعل، تمہارا ہر قول، تمہارا ہر عمل صرف اپنی ذات کے لئے نہ ہو بلکہ تقویٰ پر بنیاد رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اللہ کے بھی حقوق ادا کرنے والا ہو اور ایک دوسرے کے بھی حقوق ادا کرنے والا ہو‘‘۔

(مستورات سے خطاب، فرمودہ 23 جولائی 2011ء برموقع جلسہ سالانہ یوکے)

تقویٰ کی اہمیّت حضرت مسیح پاکؑ کے مبارک الفاظ میں سنیئے! آپ فرماتے ہیں:

’’قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیز گاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوّت بخشتی ہے۔ اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصنِ حصین ہے‘‘۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

حق یہ ہے کہ کامیاب اور بابرکت عائلی زندگی کا نسخۂ کیمیا یہی تقویٰ ہے۔یہی وہ گوہرِ آبدار ہے جس کی برکت سے ازدواجی زندگی ایک شجرۂ طیبہ بن جاتی ہے۔اس کی جڑیں تقویٰ کی زمین میں پیوست ہوتی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہیں اور اسی جوہر کی برکت سے یہ درخت ایک سدا بہار درخت بن جاتا ہے جو زندگی کے ہر مرحلہ میں ہمیشہ تازہ بتازہ لذیذ پھل عطا کرتا ہے۔ ازدواجی زندگی اور اس کی کامیابی کی حقیقی بنیاد تقویٰ ہے۔جس گھر میں تقویٰ کی دولت ہے وہ گھر رحمتوں اور برکتوں کا خزینہ ہے اور جس گھر میں تقویٰ نہیں وہ ایک ویرانے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو تقویٰ کی بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو ، ہے حاصلِ اسلام تقویٰ
خدا کا عشق، مے اور جام تقویٰ

تقویٰ کا مضمون بہت وسیع ہے اور انسان کی ساری زندگی پر حاوی ہے۔حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقویٰ کی ایک خوبصورت تعریف فرمائی۔ فرمایا:

’’تقویٰ یہی ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بُرائی کو بھی بیزار ہو کر ترک کرنا، ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہوئے اختیار کرنا‘‘۔(خطاب فرمودہ 23 جولائی 2011 برطانیہ)

عائلی زندگی کا اصل الاصول

عائلی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے اسلام نے ایک بنیادی اصول بیان فرمایا ہے ۔اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں کو تاکیداً فرماتا ہے:

عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (سورہ نساء آیت 20)

کہ اے مسلمان مردو! تم اپنے گھروں کو جنّت کا گہوارہ بنانا چاہتے ہو تو اس اصول پر مضبوطی سے کاربند ہو جاؤ کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اس آیت کریمہ میں ایسی سنہری ہدایت دی گئی ہے جو اصولی اور بنیادی ہے اور عائلی زندگی کو خوبصورت بنانے کی پختہ ضمانت بھی ہے۔ اس سنہری اصول کی وضاحت میں رسول مقبول ﷺ کی یہ خوبصورت حدیث ہے جس میں آپ نے فرمایا:

خیرکم خیرکم لاهله وأنا خیرکم لاهلی

(مشکوٰۃ۔کتاب النکاح باب عشرۃ النّساء حدیث نمبر 3252)

کہ اے مسلمانو! خدا کی نظر میں تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو مزید ترغیب دلانے کی غرض سے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ دیکھو میں تم کو جو تعلیم دیتا ہوں اس پر سب سے پہلے میں خود عمل کرتا ہوں میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں اپنے اہلِ خانہ سے سلوک کرنے میں تم سب سے بہتر ہوں۔ پس میرے نمونہ کو سامنے رکھو اور اس کی پیروی کرو، تم بھی خدا کی نظر میں اس کے محبوب بن جاؤ گے!۔

رسول پاک ﷺ نے مزید فرمایا کہ مومن مرد اپنی بیوی کے منہ میں ایک لقمہ بھی ڈالتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے اس کا ثواب ملے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان باب ما جاء ان الاعمال بالنیہ حدیث نمبر 56)

حسن معاشرت کے بارہ میں رسول پاک ﷺ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ نے بھی جگہ جگہ تاکیدی نصیحت فرمائی ہے۔آپ نے فرمایا:

’’خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک سلوک کرو۔ عاشروھن بالمعروف لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بنا پر وہ سلوک کرتا ہے تو فضول ہے اور وہی سلوک اگر اِس حکم الٰہی کے واسطے ہے تو موجب برکات‘‘۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 351)

پھر ایک موقع پر فرمایا:

’’بیوی اسیر کی طرح ہے اگر یہ عاشروھن بالمعروف پر عمل نہ کرے تو وہ ایسا قیدی ہے جس کی کوئی خبر لینے والا نہیں ہے‘‘۔

(ملفوظات ششم صفحہ 381)

ایک دفعہ ایک دوست کی شکایت ہوئی کہ وہ بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے تو آپ نے فرمایا: ’’ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہیئے‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 2)

آپؑ فرماتے ہیں:

’’چاہیئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو‘‘۔

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 418)

خوشگوار عائلی زندگی کی کلید : دعا

عائلی زندگی کی کامیابی کی کلید دعا ہے۔ دعا کیا ہے؟ اپنے آپ کو لاشئ محض یقین کرتے ہوئے، قادر و توانا خدا کے حضور پیش کرنا، اس کامل یقین کے ساتھ کہ دعا کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں اور دعا کے ساتھ ہر چیز ممکن ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ اگر مُردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعا سے اور اگر اندھے بینا ہو سکتے ہیں تو دعا سے۔ پس یہی دعا ہے جو پتھر دل خاوند کو موم کرسکتی ہے جو باغیانہ سرشت کی بے باک عورت کو رام کرسکتی ہے۔ پس عائلی زندگی کو خوشگوار اور کامیاب بنانے کا تیر بہدف نسخہ دعا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے محبوب رسول اکرم ﷺ نے ازدواجی زندگی کے قدم قدم پر مومنوں کو دعائیں سکھائیں اور اس بارہ میں تاکید فرمائی۔

دعا کا آغاز کس مرحلہ سے ہونا چاہیئے ؟

’’حضرت میر ناصر نواب صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو یہ اعزاز کس طرح ملا اور کیا کام آپ نے کیا تھا جس کی وجہ سے آپ کو اتنا بڑا مقام حاصل ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے داماد بنے؟ انہوں نے بتایا کہ جب میری یہ بچی پیدا ہوئی تھی تو میں نے اس طرح تڑپ کے

ساتھ جس طرح ایک ذبح کیا ہوا جانور تڑپتا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی تھی کہ اس کو خود سنبھالنا اور ایسا مقام عطا کرنا جو دنیا میں کسی کو نہ ملا ہو۔ جب حضرت میر صاحب یہ بیان فرما رہے تھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے‘‘۔(خط حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محررہ کیم اپریل 2011ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر فرمایا ہے :

’’ہر ماں باپ کو اولاد کے لئے اس کی شادی کی عمر سے بہت پہلے دعائیں شروع کر دینی چاہئیں تا کہ انہیں نیک نصیب عطا ہوں اور ان کی آئندہ عائلی زندگی پُرسکون اور خوشیوں سے معمور ہو۔ شادی شدہ جوڑے بھی اپنے ہاں نیک اولاد عطا ہونے کی دعائیں کرتے رہیں تو یہ بہت مبارک طریق ہے‘‘۔

(خط حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محررہ کیم اپریل 2011ء)

اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جب رشتہ کی تلاش کا مرحلہ آئے تو اس موقع پر خود بھی دعا کرو، بچوں کو دعا کی تلقین کرو اور دعائیں کرتے ہوئے سب مراحل طے ہوں۔ دینی پہلو اور کفو کو ترجیح دی جائے۔ اعلانِ نکاح ہو، رخصتانہ ہو، خلوت کا وقت ہو غرض ہر مرحلہ پر دعا ہی مومن کا سہارا ہے۔ قرآن مجید نے عباد الرحمٰن کی ایک مستقل خوبی یہ بیان کی ہے کہ وہ ہمیشہ عائلی زندگی کے حوالہ سے یہ دعا کرتے رہتے ہیں:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (الفرقان:75)

کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔ جو دعا خود خدا تعالیٰ نے سکھائی ہو وہ اپنی افادیت اور قبولیت میں سب سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ دوسرے یہ دعا ایسی ہے کہ مردوں اور عورتوں دونوں سے متعلق ہے کیونکہ عربی میں ’’زوج‘‘ کا لفظ خاوند اور بیوی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ نیکی دراصل وہی ہے جس میں تسلسل اور دوام پایا جائے۔ آنکھوں کی حقیقی ٹھنڈک میں یہ دعا بھی شامل ہے کہ بچے بھی حقیقی معنوں میں متقی ہوں اور نیکی کا تسلسل جاری رہے۔ یہ ایک نہایت ہی جامع دعا ہے جس سے سارا گھر خوشی اور مسرت کی آماجگاہ بن سکتا ہے۔ ساری زندگی اس کا بکثرت ورد کرنا چاہیئے۔

دعا کا ذکر چل رہا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک طریق کا ذکر بھی ضروری ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 6 صفحہ 355)

مردوں اور عورتوں کے حقوق و فرائض

اسلام نے خوشگوار عائلی زندگی کے حوالہ سے مردوں اور عورتوں دونوں کے حقوق و فرائض اور دائرہ کار کی پوری وضاحت فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں مرد اور عورت بحیثیت انسان یکساں درجہ رکھتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد بار ذکر آتا ہے کہ مرد اور عورت میں سے جو بھی نیک اعمال کرے گا اس کا اجر یکساں دیا جائے گا اور کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ یہ حقیقی روحانی مساوات ہے جو اسلامی تعلیم کا طرۂ امتیاز ہے۔ جسمانی لحاظ سے خدا تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو مختلف قویٰ عطاء فرمائے اور اسی نسبت سے ان کے فرائض مقرر فرما دئے۔ عائلی زندگی کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ

(سورۃ البقرۃ آیت 229)

کہ عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا کہ مردوں کا ان پر ہے۔ جبکہ مردوں کو ان پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے۔ اس فوقیت کا ذکر دوسری جگہ ان الفاظ میں آیا ہے:

اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ

(سورۃ النساء آیت 35)

کہ مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال ان پر خرچ کرتے ہیں۔

قوّام کے لفظ میں مردوں کی وسیع ذمہ داریوں کا ذکر ہے جو عائلی زندگی کے حوالہ سے ان پر عائد ہوتی ہے۔ مرد گھر کا سربراہ ہے اور اس حوالہ سے اس عظیم ذمہ داری کا مکلّف بنایا گیا ہے۔

اس نہایت متوازن اسلامی تعلیم کو صحیح طور پر اپنانے سے عائلی زندگی میں ایک حسن اور نکھار پیدا ہوتا ہے جو اس گھر کو رحمتوں اور برکتوں سے بھر دیتا ہے۔

میاں بیوی میں باہمی تعاون اور موافقت

ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور کامیاب بنانا مرد اور عورت دونوں کی ذمہ داری ہے۔ تالی ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ بالکل بجا کہا جاتا ہے کہ میاں اور بیوی ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ ان کے ایک ساتھ چلنے سے ہی ازدواجی زندگی کا سفر بخیر و خوبی طے ہوسکتا ہے۔ ان کے درمیان باہم موافقت اور تعاون سے ہی یہ رشتہ جو انسانی زندگی میں سب سے نازک رشتہ ہے، باہمی مودّت اور رحمت سے ہر دو کے لئے جسمانی اور روحانی تسکین اور خوشی کا موجب ہوسکتا ہے۔ اس باہمی تعاون کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

(سورۃ البقرۃ: 188)

کہ اے مردو! عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لئے بطور لباس ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’مردوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے ہمیشہ لباس کا کام دیں۔ یعنی (۱) ایک دوسرے کے عیب چھپائیں۔ (۲) ایک دوسرے کیلئے زینت کا موجب بنیں۔ (۳) پھر جس طرح لباس سردی گرمی کے ضرر سے انسانی جسم کو محفوظ رکھتا ہے اُسی طرح مرد و عورت دُکھ کی گھڑیوں میں ایک دوسرے کے کام آئیں۔ اور پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کی دلجمعی اور سکون کا باعث بنیں۔ غرض جس طرح لباس جسم کی حفاظت کرتا ہے اور اُسے سردی گرمی کے اثرات سے بچاتا ہے۔ اِسی طرح انہیں ایک دوسرے کا محافظ ہونا چاہیئے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 411)

اسلامی معاشرہ کو حسین بنانے اور گھروں کو جنت نظیر بنانے کی ذمہ داری یکساں طور پر مرد اور عورت پر ڈالی گئی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر دلوں میں کدورت پیدا کرنا، معمولی معمولی باتوں کو طول دے کر گھر کی فضا کو مکدّر کر دینا پرلے درجہ کی جہالت ہے۔ شادی تو وہ مقدس رشتہ ہے جس کو مودّت و رحمت اور باہمی سکون اور سکینت کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ ہر مرد اور عورت کو یہ ارشاد خداوندی ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے:

جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً (سورۃ الرّوم آیت 22)

باہمی محبت اور رحمت ہی ازدواجی زندگی کا حقیقی مقصد اور حسن ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا یہ ارشاد بہت قابل توجہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

’’میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کا اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا طالب و جویاں بلکہ عاشق و حریص ہوتا ہے اس لئے میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں سے بھرا ہوا ہے جس میں مرد اور عورت میں محبت و اخلاص و موافقت ہو‘‘

(مکتوبات احمد جلد دوم، مکتوب 37 صفحہ 59)

ایک مومنہ بیوی کے اوصاف

اسلام نے اگر ایک طرف ایک خاوند کو بیوی سے حسنِ معاشرت کا پابند کیا ہے تو ایک مومنہ بیوی کے اوصاف کا بھی خوب وضاحت سے ذکر کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان خوبیوں والی بیوی ہی عائلی زندگی کو خوبصورت بنانے میں اپنا کردار ادا کرسکتی ہے۔ ان صفات کا جامع ذکر قرآن مجید کی سورت الاحزاب کی آیت 36 میں ملتا ہے۔

رسول پاک ﷺ نے بھی ایک مومنہ بیوی کی صفات اور فرائض کا تذکرہ فرمایا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

’’کوئی عورت اس وقت تک خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے والی نہیں سمجھی جاسکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی‘‘۔ (سنن ابن ماجہ)

پھر فرمایا: ’’جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی۔ رمضان کے روزے رکھے۔ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی اور اُس کا کہا مانا۔ ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو‘‘۔ (طبرانی)

آنحضورؐ نے فرمایا۔ ’’بہترین عورت وہ ہے جسے اس کا خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو اور جب خاوند اس کو کوئی حکم دے تو وہ اسکی اطاعت کرے۔ اور جس بات کو اُس کا خاوند ناپسند کرے اُس سے بچے‘‘۔ (مشکوٰۃ)

اسی طرح ایک موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

’’خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی اور اسے اچھی طرح سنبھالنے والی عورت کو وہی ثواب اور اجر ملے گا جو اس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر ملتا ہے‘‘۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصّحابۃ، بحوالہ حدیقۃ الصالحین، صفحہ ۴۰۴)

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ’’جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش اور راضی ہے تو وہ جنت میں جائے گی‘‘۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأۃ)

اسی ضمن میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا ایک ارشاد بہت توجہ سے یاد رکھنے کے لائق ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہے:

عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خدا ان کو ہر ایک بلا سے بچاوے گا۔ اور ان کی اولاد عمر والی ہوگی اور نیک بخت ہوگی۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، سورۃ النساء جلد 2، صفحہ 237)

کسی بھی نظام کی کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہوتا ہے کہ ہر فرد

اپنی ذمہ داری صحیح طور پر ادا کرے۔ عائلی زندگی کی کامیابی کا مدار بھی اسی اصول پر ہے۔ خاوند اور بیوی دونوں اپنی اپنی ذمہ داری کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر پورے اخلاص اور وفا سے ادا کرنے والے ہوں تو تب ہی ان کی زندگی برکتوں کی آماجگاہ بن سکتی ہے اور عاقبت بھی سنور جاتی ہے۔

ماں باپ سے حسن سلوک اور ان کے لئے دعا

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کا رشتہ اس مقصد سے قائم فرمایا ہے کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے باعث تسکین ہوں۔ لیکن اس باہمی محبت و الفت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دونوں ایک دوسرے کی چاہت میں اس قدر ڈوب جائیں کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ دیگر ذمہ داریوں کو بھول جائیں یا ان میں کوتاہی کریں۔

ایک بہت اہم ذمہ داری ماں باپ کے حوالہ سے ہے۔ بچے خواہ چھوٹے ہوں یا شادی شدہ ہوں ماں باپ کی خدمت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہنا چاہیئے۔ ماں کو کندھوں پر اٹھا کر حج کروانے سے بھی ماں کی خدمت کا حق ادا نہیں ہوتا۔ سوئے ہوئے ماں باپ کے پاس ساری رات دودھ کا پیالہ لے کر کھڑے رہنے والے بیٹے کی نیکی کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح نوازا۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت کی نوید ایسی نہیں کہ شادی ہو جانے کے بعد بیٹا بیٹی اپنی اس ذمہ داری کو بھول جائیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ساری زندگی دونوں طرف کے والدین کی خدمت لازم ہے اور بڑھاپے کی عمر میں تو یہ فرض اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ خدمت کے علاوہ ماں باپ کے لئے مسلسل دعاؤں کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ فرمایا کہ والدین کے لئے یہ دعا کیا کرو:

رَبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (سورۃ بنی اسرائیل:25)

کہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش اور تربیت کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا نمونہ دیکھیں۔ آپؓ نے فرمایا:

’’میں اپنے ماں باپ کے لئے دعا مانگنے سے تھکتا نہیں۔ میں نے اب تک کوئی جنازہ ایسا نہیں پڑھا جس میں ان کے لئے دعا نہ مانگی ہو۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ 5 اکتوبر 2009ء)

یاد رکھنا چاہیئے کہ جس گھر میں والدین کا ادب، احترام اور خدمت کا وصف نہیں وہ رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

تربیت اولاد

خوشگوار اور بابرکت عائلی زندگی کا ایک اور اہم پہلو بچوں کی نیک تربیت ہے۔ اس بات کی اہمیّت کو نظرانداز کرنے سے، میاں بیوی کی باہمی محبت کے باوجود، ان کو آنکھوں کی حقیقی ٹھنڈک نصیب نہیں ہوسکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے‘‘۔ (ملفوظات جلد دہم صفحہ 139)

اگر مرتے وقت کسی ماں یا باپ کو یہ نظر آئے کہ وہ ایک متقی اولاد پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو ان کا سفر آخرت پُرسکون ہو جاتا ہے۔ رسول پاک ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ کیا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جو اپنے پیچھے ایسی اولاد چھوڑ کر جاتا ہے جو اس کے لئے دعا کرنے والی ہوتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں جو ایک باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔ (ترمذی) نیز اس بات کی تلقین فرمائی:

اَکۡرِمُوۡا اَوۡلَادَکُمۡ وَاَحۡسِنُوۡا اَدَبَہُمۡ (ابن ماجہ)

کہ اپنے بچوں سے عزت سے پیش آیا کرو اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

یہ بات اچھی طرح یاد رکھنے والی ہے کہ بچوں کی تربیت ماں اور باپ دونوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ باپ بھی اُسی طرح مکلّف ہے جس طرح ماں۔ دراصل دونوں مل کر ہی اس ذمہ داری کا حق صحیح طور پر ادا کر سکتے ہیں۔ بچوں کی نیک تربیت سے ہی ایک گھر واقعی طور پر جنت نظیر بنتا ہے۔ اس حوالہ سے یہ بات بہت اہم ہے کہ خود والدین بچوں کے لئے نیک نمونہ ہوں۔ حضرت مسیح پاکؑ نے فرمایا:

’’خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دُعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو...... وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 109-110)

(باقی ان شاء اللہ آئندہ)

رپورٹ از فہیم احمد خادم۔ نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن۔ گھانا

مقابلہ فی البدیہہ تقریر بزبان انگریزی جامعۃ المبشرین گھانا

خدا تعالیٰ کے فضل سے جامعۃ المبشرین گھانا میں مورخہ 16 فروری 2021ء بروز منگل مجلس علمی کے زیر اہتمام انگریزی زبان میں فی البدیہہ تقریر کا مقابلہ کروایا گیا۔ اس مقابلے میں جامعۃ المبشرین کے چار گروپس دیانت، شجاعت، امانت اور صداقت سے تین تین طلباء نے حصہ لیا۔ یوں کل شاملین کی تعداد بارہ تھی۔ طلباء کو تین منٹ کے لیے انگریزی زبان میں فی البدیہہ تقریر کرنا تھی۔ مقابلہ میں منصفین کے فرائض مکرم مبشر حسین شاہد صاحب اور مکرم حافظ لبیب عبداللہ صاحب نے سرانجام دئے۔ اس مقابلہ کا معیار خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھا رہا اور طلباء نے مقررہ وقت میں بہترین پیرائے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ زبان کا معیار بھی اچھا تھا۔

اس مقابلہ میں پہلے نمبر پر آنے والے طالب علم عزیزم صادق ڈونکو تھے جن کا تعلق گھانا سے ہے۔ دوسرے نمبر پر آنے والے طالب علم عزیزم آدم اسماعیل جونئیر گھانا سے تعلق رکھتے ہیں اور تیسرے نمبر پر آنے والے طالب علم عزیزم سیکو بوموکا تعلق مالی سے ہے۔ مجموعی کارکردگی کے لحاظ سے صداقت گروپ اول رہا۔

قارئین سے جملہ طلباء کے ازدیادِ علم اور نافع الناس ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

منور علی شاہد (جرمنی)

عظیم دیوار چین (The great wall of China)

آج کا انسان دورِ حاضر کی سائنس اور اس کی ایجادات کو دیکھ کر پھولا نہیں سماتا اور خیال کرتا ہے کہ اس نے ستاروں پر کمندیں ڈالنے کے خواب کو حقیقت میں بدل دیا ہے اور آج سب کچھ اس کے پاؤں تلے ہے، مہینوں کا سفر اب محض گھنٹوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے، دنیا کے کونے میں کہیں بھی ایک معمولی واقعہ ہو جائے تو اس کی خبر دنیا کے ان کناروں تک پہنچ جاتی ہے جہاں تک انسان رہتا ہے۔ اور تو اور اب دنیا کے کسی بھی چھوٹے سے کمرہ میں مقید ہوں تو ہزاروں میل دور بیٹھے اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے براہ راست گفتگو کر سکتے ہیں، کوسوں دور ہونے کے باوجود غمی، خوشی میں شامل ہو سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ سائنس ہی کی بدولت ممکن ہوا ہے جو انسان ہی کا کارنامہ ہے لیکن آج کا انسان یہ بھول جاتا ہے کہ جب سائنس نہیں تھی، بجلی نہیں تھی، مشینیں نہیں تھیں اور آمد و رفت کے ذرائع نہیں تھے بلکہ جانوروں کے ساتھ سفر کیا جاتا تھا، اس زمانے میں انسانوں نے اپنے ہاتھوں سے ایسی ایسی عمارتیں، بت، دیواریں اور نہ جانے کیا کچھ تعمیر کر چھوڑا جس کی نقل آج کے سائنسی دور میں بھی ممکن نہیں ہے اور وہ سب دنیا کی عظیم تعمیراتی عجائبات میں شامل ہوئیں، ایسے انسانوں کے بارے میں کیا سوچا جا سکتا ہے؟۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عظیم انسان کون ہے؟ اگر آج کا انسان عظیم ہے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ زمانہ قدیم کا انسان عظیم تر تھا اور ہے۔ انسانی ہاتھوں کی یہ تعمیرات اور تاریخ چیخ چیخ کر کہتی ہے کہ زمانہ قدیم کے انسانوں نے ناممکن کو ممکن میں بدل ڈالا تھا۔ آج کی جس سائنس پر فخر کیا جاتا ہے کیا وہ سائنس آج تاج محل، اہرام مصر، زیوس کا مجسمہ، اسکندریہ کا روشن مینار وغیرہ تعمیر کر سکتی ہے؟ تعمیر تو دور کی بات رہی، آج کی سائنس ان کی نقل کرنے میں بھی ناکام رہے گی۔ حقیقت یہی ہے کہ سائنس کے وجود میں آنے سے پہلے ہی ماضی کے انسانوں نے دنیا میں عجوبے تعمیر کر چھوڑے تھے جن پر آج کی سائنس تحقیق کر رہی ہے اور کچھ زمانے کی گردش اور قدرتی آفات کی نذر ہو گئے لیکن اس کی باقیات اس دور کے عظیم تر انسانوں کی ہمت اور بہادری کے گن گاتی ہیں، آج کی انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس وقت زمانہ قدیم کی عجائبات، قرون وسطی کے عجائبات اور زمانہ جدید کے عجائبات دنیا میں موجود ہیں۔ لیکن حقیقی عجائبات وہی ہیں جو ہزاروں سال قبل انسانی ہاتھوں سے تعمیر ہوئی تھیں۔ زمانہ قدیم کے انسانوں کے ہاتھوں تعمیراتی عجوبوں میں عظیم ایک دیوار چین The greatwall of China بھی ہے۔

اس کے متعلق ہو شربا قسم کے قصے، افسانے اور کہانیاں اقوام عالم کی زبانوں میں لکھے موجود ہیں، دیوار چین کی عظمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس بارے میں عالمی سطح پر یہ یقین کر لیا گیا تھا کہ اس کو چاند کی سطح سے بھی ایک لکیر کی مانند دیکھا گیا ہے، حالانکہ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جو لوگ چین جا کر دیوار چین دیکھنے کی سکت نہیں رکھتے وہ گوگل کے ذریعے دیوار چین کو دیکھ کر حیرت کے سمندر میں ڈوبکی لگا سکتے ہیں، سانپ کی مانند بل کھاتی دیوار چین جوں جوں آپ دیکھتے جائیں گے، توں توں آپ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جائیں گی۔ چین کی یہ قدیم اور عظیم دیوار چین آج دنیا کے لئے سب سے بڑا نظارے کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ عظیم دیوار چین کے شمال میں واقع ہے جو حقیقت میں ایک قلعہ نما دیوار ہے جو پہاڑوں، میدانوں، سبزہ زاروں اور صحرائے گوبی سے بل کھاتی ہوئی گزرتی ہے۔ یہ صدیوں میں بننے والی مختلف دفاعی دیواروں کا مجموعہ ہے جس کی تعمیر کی ابتداء کئی سو سال پہلی قبل از مسیح (ق م) ہوئی تھی اور تکمیل 1644عیسوی میں ہوئی تھی۔ تاریخ کے مطابق چین کے پندرہ سے زائد شاہی خاندانوں کے سینکڑوں برس کے ادوار میں بھی عظیم دیوار چین کی تعمیر ہوتی رہی تھی۔ تاریخ دانوں نے اس کی تعمیر کی مدت 1700 سے 2000 سال بتائی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ چین کے 15 صوبوں میں سے ہو کر گزرتی ہے۔ یونیسکو نے 1987 میں اس کو عالمی ورثہ قرار دیا تھا۔ 1346 میں لکھے گئے ابن بطوطہ کے سفرنامے میں بھی دیوار چین کا تذکرہ ملتا ہے قبل از مسیح کی قدیم تحریر میں اس دیوار کا نام ’’چانگ چنگ‘‘ لکھا گیا تھا جس کے معنی لمبی دیوار کے ہیں۔ اس دیوار کی تعمیر میں چاول کا آٹا استعمال کیا گیا جس کے باعث اینٹوں کی پختگی صدیوں تک برقرار رہی۔

دیوار چین کیوں تعمیر کی گئی؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب تلاش کرنے کی جستجو میں ان گنت تحقیقات ہوئی ہیں اور سب میں متعدد باتیں مشترک بھی پائی گئیں ان میں ایک یہ ہے کہ یہ دیوار دفاعی نقطہ نگاہ سے تعمیر ہونا شروع ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ دیوار چین کی تعمیر یسوع مسیح کی پیدائش سے تقریباً دو سو سال پہلے شروع ہوئی تھی، (اس بارے میں تاریخ میں مختلف ادوار کا ذکر ملتا ہے)۔ ان دنوں چین کے بڑے دشمنوں میں منگول تاتار تھے جو وسطی ایشیا کے طاقتور لوگ تھے، یہ چور ڈاکو اور جنگجو قسم کے لوگ تھے اور آئے دن چین پر حملہ آور ہوتے رہتے تھے۔ انہی حملوں سے بچاؤ کے لئے ایک حفاظتی اور دفاعی دیوار کے بارے میں سوچا گیا تھا۔ کن شی ہوانگ بادشاہ کے دور میں پندرہ سو کلومیٹر دیوار تعمیر کی گئی تھی جو پانچ سے آٹھ میٹر بلند تھی۔ اس کی نیچے سے چوڑائی پچیس فٹ جب کہ اوپر سے بارہ فٹ کے قریب تھی۔ اس کو دیوار چین کی ابتداء کہا جاتا ہے جو دفاعی نقطہ نگاہ سے شروع ہوئی تھی،، بعد میں دیوار کی بلندی ہر دور میں مختلف رہی ہے۔ دیوار چین پر 500 میٹر بلند ایسے ٹاور بھی تعمیر کئے گئے تھے جہاں سے تیر انداز، تیروں کی بارش کیا کرتے تھے۔ سینکڑوں کی تعداد میں چھوٹے بڑے قلعے تعمیر ہوئے۔

عظیم دیوار چین کی تعمیر اپنے اندر محض مٹی، پتھر، پانی اور چاول کے آٹا کی آمیزش ہی نہیں سموئے ہوئے ہے بلکہ انسانی آنسو، خون، پسینہ اور اس دور کے بادشاہوں کا ’جبر‘ بھی اس میں شامل ہے، اس کی تعمیر میں لاکھوں انسان موت سے ہمکنار ہوئے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اس ابتدائی تعمیر کے دور میں تین لاکھ سے زائد انسانوں کو دس سال تک جبری طور پر اس کی تعمیر میں شامل کیا گیا تھا جو یقیناً جبری مشقت کے زمرے میں آتی ہے۔ وقت گزرتا رہا اور پھر اس تعمیر کا سلسلہ نہ رکا، سینکڑوں، ہزاروں سال گزر گئے، ہر بادشاہ کے دور میں کئی کئی ہزار کلومیٹر دیوار تعمیر کی جاتی رہی۔ گویا یہ ایک ایسی واحد انسانی تعمیر ہے جو کئی صدیوں میں مکمل ہوئی، ہزاروں سال تک اس کی تعمیر کا سلسلہ جاری رہا۔ درجنوں سلطنتوں کے ادوار میں اس کی دفاعی نقطہ نگاہ سے تعمیر کا سلسلہ جاری رہا اور یہ کئی کئی ہزار کلومیٹروں کے حساب سے تعمیر ہوتی رہی اور بالآخر ایک وقت وہ بھی آیا جب ان سبھی دیواروں کو یکجا کر دیا گیا اور یوں ’’عظیم دیوار چین‘‘ کی تخلیق ہوئی۔ اس دوران منگولوں اور دیگر بیرونی حملوں کے باعث یہ دیوار ٹوٹتی بھی رہی اور اس کی تعمیر بھی ہوتی رہی۔ تاریخ کی کتب میں لکھا ہے کہ جب کئی ہزار سال تک بادشاہوں نے اس دیوار کی طرف توجہ نہ دی اور اپنے اندرونی معاملات میں الجھے رہے تو دیوار شکست و ریخت کا شکار ہونا شروع ہوئی، 1234 عیسوی میں چنگیز خان نے اس کا فائدہ اٹھایا اور شہنشاہ چین کو اقتدار سے محروم کرنے میں کامیابی حاصل کر لی اور چنگیز خان کی تاتاری فوج دیوار چین کو روندتی ہوئی شمالی علاقہ سے چین میں داخل ہو گئی اور منگول خاندان سلطنت کی بنیاد رکھی۔ 1368 میں چین کے منگ خاندان نے ایک بار پھر تاتاریوں کو چین سے نکالنے میں کامیابی حاصل کر لی اور چین کی حفاظت کے لئے شمالی سرحدوں پر دیوار چین کی تعمیر نو شروع کی، پھر یہی وہ منگ خاندان کا دورِ حکومت ہے جس میں دیوار چین کی تعمیر کی تکمیل ہوئی اور اس کی لمبائی ہزاروں کلومیٹر تھی۔ یہ دیوار زیادہ تر پتھروں سے تعمیر کی گئی تھی، اور پتھروں کے درمیانی خلا کو مٹی اور اینٹ کے روڑوں سے پر کیا گیا تھا۔ اردگرد کی نگرانی کے لئے جگہ جگہ چوکور میناروں کی تعمیر کی گئی، جس سے چین شمالی سرحدوں سے ہر قسم کے حملوں سے محفوظ ہو گیا تھا۔ آثار قدیمہ کے ایک سروے کے مطابق دیوار چین کی کل لمبائی 21196 کلومیٹر (13171 میل) ہے۔ دیوار چین کی تعمیر کا سب سے بڑا حصہ ’’منگ خاندان‘‘ کے دور میں تعمیر ہوا جو 1368 اور 1644 کے عرصہ کا تھا۔

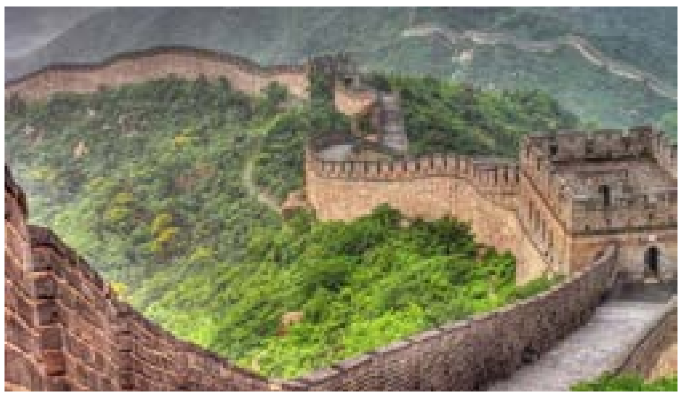

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

منگ دور میں 8851 کلومیٹر دیوار تعمیر ہوئی جس میں 359 کلومیٹر خندقیں اور 25000 حفاظتی ٹاور اس میں شامل تھے، مجموعی طور پر کئی لاکھ انسان دیوار کی تعمیر میں موت کا شکار ہوئے، کہا جاتا ہے کہ اس خاندان کی تعمیر کردہ دیوار کا ایک بڑا حصہ مٹ چکا ہے۔ دیوار کا 2232 کلومیٹر کا حصہ قدرتی رکاوٹوں پر مشتمل ہے جس میں پہاڑ، ندیاں، دریا شامل ہیں۔ دیوار چین پر محققین نے جو تحقیق کی ہے اس کے مطابق دیوار چین نے جہاں چینیوں کو شمالی سرحدوں کے جنگجوؤں سے بچانے کے لئے دفاعی دیوار کا کردار ادا کیا وہیں اس دیوار سے اس دور میں مقامی معیشت اور کلچر کو بھی فروغ ملا تھا، دونوں اطراف کے ممالک اور قبائلوں کے درمیان ثقافتی تبادلے بھی ہوا کرتے تھے۔ قدیم زمانہ میں جنگ کے دوران دیوار پر بنے بیکن ٹاوروں سے مختلف قسم کے سگنل دینے کا کام بھی اس دیوار سے لیا جاتا رہا تھا۔ اس حوالے سے ایک دلچسپ تجربہ 1991 میں گریٹ وال کے ساتھ کیا گیا تھا، بیکن ٹاوروں اور جدید کاروں کے ذریعے ایک پیغام لوگوں تک پہنچانا تھا، تجرباتی فاصلہ سات میل کا تھا، بیکن ٹاوروں کے ذریعے بھیجے گئے پیغام کو منزل مقصود تک پہنچنے میں سات منٹ اور 26 سیکنڈ لگے جبکہ کاروں کے ذریعے 9 منٹ اور پانچ سیکنڈ لگے تھے، جس سے ثابت ہوا کہ ان بیکن ٹاوروں نے جنگوں میں اہم کردار کیا ہے۔ دیوار چین نے ہزاروں سال اس خطے میں انتہائی مثبت کردار ادا کیا ہے، جنگ کے دنوں میں روزانہ کی کھانے پینے اور دفاعی ضروریات کے ہتھیاروں کی رسد اور ذخیرہ کرنے میں اس نے اہم کردار ادا کیا۔ دیوار پر ہزاروں کی تعداد میں چھوٹے بڑے قلعے بھی تعمیر کئے گئے تھے، قلعوں میں موجود سپاہیوں کو کمک کی فراہمی میں یہ دیوار بہت مفید ثابت ہوتی رہی۔ شاہراہ ریشم کے تحفظ کے لئے بھی اس دیوار سے کام لیا جاتا رہا ہے۔ تاریخ میں جن جن چینی بادشاہوں کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے اس کی تعمیر اور اس کے بڑھانے میں کردار ادا کیا ان میں قبل مسیح اور عیسوی دور کے بادشاہ شامل ہیں ملاحظہ کریں (تصویر مع پیریڈ)۔

عظیم دیوار چین دور حاظر میں ایک ثقافت کا رنگ اختیار کر چکی ہے، دنیا بھر کے لاکھوں سیاح اس کو دیکھنے جاتے ہیں۔ عام لوگوں کے علاوہ سینکڑوں دنیا کی بڑی بڑی سیاسی اور حکومتی شخصیات دیوار چین کو دیکھ چکی ہیں۔ ان میں یو ایس ایس آر کے سابق صدر، امریکی رچرڈ نکسن انہوں نے اپنے دورہ چین فروری 1972 میں کہا تھا کہ ”صرف ایک عظیم قوم ہی ایسی عظیم الشان دیوار تعمیر کرسکتی ہے“، رونلڈ ریگن سابق امریکی صدر، برطانوی وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر 1977، جاپان کے سابق وزیر اعظم، برطانیہ کی کوئین الزبتھ دوم، صدر بارک اوباما، ڈیوڈ کیمرون برطانیہ کے وزیر اعظم، بھارت کے وزیر اعظم راجیو گاندھی، امریکی صدر بل کلنٹن، جارج بش، روس کے صدر پیوٹن، مصر کے صدر بشرالسد، کینڈا کے وزیر اعظم وغیرہ شامل ہیں، ان کے علاوہ دیگر اور بھی عالمی شخصیات شامل ہیں جنہوں نے دیوار چین کو دیکھا اور اس کی تعمیر پر زمانہ قدیم کے انسان کو اس کی ہمت، بہادری پر خراج تحسین پیش کیا۔

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِيْھِمَا وَبَارِكْ عَلَيْھِمَا وَبَارِكْ لَھُمَا نَسْلَھُمَا۔ (کنز العمال۔ حدیث نمبر 37748)

ترجمہ: اے میرے اللہ! تو ان دونوں کے باہمی تعلقات میں برکت دے اور ان کے ان تعلقات میں برکت دے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ قائم ہوں اور ان کی نسل میں برکت دے۔

یہ پیارے سید و مولیٰ مقدس الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی حضرت علی مرتضیٰؓ کے ساتھ شادی کے موقع پر دی جانے والی دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عظیم خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(آنحضور ﷺ نے) حضرت فاطمہؓ سے کہا میرے پاس پانی لاؤ۔ وہ اٹھیں اور گھر میں رکھے ہوئے ایک پیالے میں پانی لائیں۔ آپؐ نے اسے لیا اور اس میں کلی کی پھر حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ آگے بڑھو وہ آگے ہوئیں۔ آپ نے ان پر اور ان کے سر پر کچھ پانی چھڑکا اور دعا دیتے ہوئے کہا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اے اللہ! اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا دوسری طرف رخ کرو۔ جب انہوں نے دوسری طرف رخ کیا تو آپ نے ان کے کندھوں کے درمیان پانی چھڑکا۔ پھر ایسا ہی حضرت علیؓ کے ساتھ کیا۔ حضرت علیؓ سے فرمایا اپنے اہل کے پاس جاؤ اللہ کے نام اور برکت کے ساتھ۔

اسی طرح حضرت علیؓ سے ایک روایت یوں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں وضو کیا۔ پھر اس پانی کو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ پر چھڑکا اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِيْھِمَا وَبَارِكْ لَھُمَا فِيْ شَمْلِھِمَا۔ اے اللہ! ان دونوں میں برکت رکھ دے اور ان دونوں کے جمع ہونے میں برکت رکھ دے۔۔۔۔

(حضرت فاطمہؓ کا جس دن رخصتانہ ہوا) اسی دن رخصتانہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور تھوڑا سا پانی منگوا کر اس پر دعا کی اور پھر وہ پانی حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ ہر دو پر یہ الفاظ فرماتے ہوئے چھڑکا کہ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِيْھِمَا وَبَارِكْ عَلَيْھِمَا وَبَارِكْ لَھُمَا نَسْلَھُمَا یعنی اے میرے اللہ! تو ان دونوں کے باہمی تعلقات میں برکت دے اور ان کے ان تعلقات میں برکت دے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ قائم ہوں اور ان کی نسل میں برکت دے۔

(خطبہ جمعہ 4دسمبر 2020)

ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے، کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ حضرت فاطمہؓ کو تیار کریں تا کہ انہیں حضرت علیؓ کے ہاں رخصت کریں۔ ہم نے گھر کی طرف توجہ کی۔ اور اس میں بطحاء کے میدان کی نرم مٹی بچھا دی۔ (اس طرح کمرے کے ناہموار فرش میں جو کنکر پتھر تھے چھپ گئے۔) پھر ہم نے دو تکیوں میں کھجور کے درخت کا چھلکا بھرا جسے ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے دھنا تھا، پھر ہم نے کھانے کو کھجوریں اور کشمش پیش کی اور پینے کو میٹھا پانی پیش کیا۔ اور ہم نے ایک لکڑی لے کر کمرے کے ایک کونے میں لگا دی تا کہ اس پر مشکیزے اور کپڑے لٹکائے جا سکیں۔ ہم نے حضرت فاطمہؓ کی شادی سے اچھی کوئی شادی نہیں دیکھی۔

(ابنِ ماجہ کِتَابُ النِّکَاحِ بَابُ الْوَلِیمَۃِ حدیث:۱۹۱۱)

آج کل کی دنیا داری کی دوڑ میں حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی، رخصتی اور ازدواجی زندگی کا نمونہ ہر مسلمان عورت کے لئے ایک روشن مثال ہے کہ گھر خواہ کچا ہو، آسائشیں نہ بھی ہوں مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھر تقویٰ سے ہی آباد ہوتے ہیں۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

27مارچ2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	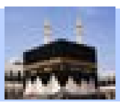	05:02	18:34
مدینہ منورہ	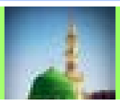	05:00	18:36
قادیان	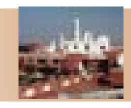	05:02	18:45
ربوہ	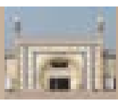	04:41	18:24
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:20	18:28